مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

قسط

۲

چند دن مسجد اقصیٰ کی فضاؤں میں

بیت المقدس کے اس اسلامی عجائب گھر میں موتیوں کی ایک چوکور ٹیبل ہے۔ جس کے بارے میں یہ عبارت لکھی گئی ہے:

اِسْكَمْلَةٌ خَشَبٍ صَغِيْرَةٌ مُطَعَّمَةٌ بِالصَّدَفِ بِقِطَعٍ صَغِيْرَةٍ اَشْبَهُ بِالْفُسَيْفَاءِ جَمِيْلَةُ الْمَنْظَرِ۔

یہاں پرانے زمانے کی موم بتیاں دیکھیں جو بڑے بڑے ستونوں کی طرح ہیں۔ ایک موم بتی کی اونچائی تین فٹ اور لمبائی سات فٹ ہے۔

سلطان عبدالحمید خان کا وہ بڑا جھاڑ بھی موجود ہے، جو مسجد صخرہ کو بطور ہدیہ بھیجا گیا تھا۔ اس تحائف خانہ میں سینکڑوں متبرکات ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل دیکھنے کے قابل ہیں۔ ۱۔ مسجد اقصیٰ کے منبر کا جھنڈا جس پر کلمۂ توحید سونے سے لکھا ہے۔ ۲۔ قریۂ خلیل سے کپڑے کا وہ ٹکڑا جو عہد قدیم کے سلاطین نے مسجد اقصیٰ کے لئے بھیجا تھا۔ جس پر کلمۂ توحید اور ایک آیت لکھی گئی ہے۔ ۳۔ پرانے زمانے کے دینار و درہم اور دیگر سکے۔ خاصکر عباسی دور حکومت سنہ ۱۰۲ھ کا ایک دینار جس پر کلمۂ توحید ثبت ہے۔ سنہ ۱۰۱ھ کا ایک دینار جس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ درج ہے۔ سنہ ۲۰۱ھ کے ایک دینار پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عبد اللہ مکتوب ہے۔ ایک دینار پر کلمۂ توحید کے نیچے المعتصم باللہ لکھا گیا ہے۔ ایک دینار پر سورۃ اخلاص اور کلمۂ توحید درج ہے۔ اور ایک پر المنتصر باللہ امیر المؤمنین۔

قرونِ اولیٰ کے سلاطین اشاعت توحید اعتماد علی اللہ کے دلدادہ تھے۔ آج تو تصویر پرستی کا دور ہے۔ ہر ایک بادشاہ اپنی شہرت کی غرض سے درہم و دینار پر اپنی تصاویر شائع کرنے کا مشتاق ہے۔ وہ اللہ کا نام لکھواتے تو ان کے خزانوں میں برکت تھی۔ آج کل کے سلاطین اپنی تصویروں میں ملک و ملت

کی ترقی سمجھنے لگے ترغیبوں کے محتاج اور دست نگر بن گئے ہیں۔

لکڑی کا وہ تختہ دیکھا جس کے بارے میں لوح خشب مختلف من سقف المسجد الاقصی المبارك من العصر الاموی ۔ (یہ عہد اموی کے دور کی مسجد اقصیٰ کی چھت کا ایک ٹکڑا ہے ۔)

ایک بڑے بورڈ کے متعلق یہ عبارت درج ہے ۔ وجدت هذه اللوحة فی تكية خاصكي زوجة السلطان سليمان القانونی ومعها يستدل انها كانت كجدول للاشخاص الذين كانوا يتناولون طعامهم من التكية ۔ (یہ تختہ سلطان سلیمان قانونی کی بیگم کے تکیہ سے ملا گویا یہ اس زمانہ میں لنگر سے کھانا لینے والوں کے رجسٹر کے طور پر استعمال ہوتا تھا ۔)

متحف سے فراغت کے بعد اس مسجد کے دیکھنے کو گیا جو صرف عورتوں کے لئے بنائی گئی ہے ۔ اس پر المسجد للسیدات خاصۃ کا بورڈ لگا ہوا ہے ۔ یہاں ظہر، عصر، اور مغرب کی نماز ایک اندھا امام عورتوں کو پڑھاتا ہے ۔ جو حکومت کی طرف سے مقرر ہے ۔ فجر اور عشاء کے وقت یہ مسجد بند رہتی ہے ۔ ان دونوں اوقات میں عورتیں مسجد اقصیٰ کی جانب غربی کے گوشہ میں آ کر شریک جماعت ہوتی ہیں ۔

دیوار براق وہ جگہ ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات براق کو یہاں باندھا تھا ۔ درحقیقت یہ ہیکل سلیمانی کا بقیہ دیوار ہے ۔ شداد بن اوسؓ، عبادہ بن صامت حضرات صحابہ کی قبریں باب الرحمۃ کے پاس ہیں ۔ ابو ریحانۃ القرظی کی قبر باب السعدیہ کے ساتھ ہے ۔

سلیمان علیہ السلام کا روضہ | ظہر کی نماز پڑھ کر کچھ کھانا کھانے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا روضہ دیکھنے گیا ۔ یہ روضہ مسجد صخرہ کے جانب مشرق تین سو قدم کے فاصلہ پر بیرونی دیوار کے متصل ایک مقفل کمرے میں واقع ہے ۔ کمرے کے دونوں جانب جالیدار کھڑکیاں ہیں جن سے قبر دیکھی جاسکتی ہے ۔ قبر کی لمبائی سات گز تقریباً ہوگی ۔ قبر شمالاً جنوباً ہے ۔ یہاں جتنی پیغمبروں کی قبریں ہیں وہ شمالاً جنوباً ہیں ۔ کیونکہ اس وقت قبلہ یہی تھا ۔ تحویل قبلہ کے بعد یہاں کی قبور شرقاً غرباً ہیں ۔ اس کمرے کے متصل حبس سلیمانؑ (جیل خانہ) ہے ۔ جہاں شریر جنات کو قید و بند میں رکھا جاتا تھا ۔

اصطبل سلیمانؑ یہاں سے ذرا فاصلے پر ہے ۔ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے یہاں رہتے تھے ۔

جبل زیتون | روضہ سلیمان کے قریب شمال مشرقی دروازے سے نکل کر جبل زیتون دیکھنے کے لئے بس میں سوار ہوئے ۔ بس میں ایک گرش کرایہ ہے جو پاکستانی سوا تین آنے (تقریباً) بنتے ہیں ۔

سب سے پہلے سلمان فارسیؓ کے روضہ پر گئے۔ قبر پر حضورؐ کا یہ فرمان مکتوب ہے، سلمان منّا اَهلَ البَيتِ ـــــ مشہور ہے کہ یہ قبر سلمان فارسی کی ہے۔ مگر زیادہ ثقہ یہ ہے کہ سلمان فارسیؓ نے بغداد میں وفات پائی۔ اور دریائے دجلہ کے کنارے واقع قبرستان میں ان کو دفنایا گیا تھا۔ بعد میں سیلاب سے قبر گرنے کا خطرہ تھا، تو سلمان فارسیؓ اور حذیفہ بن الیمانؓ دونوں کی قبروں کو اس دور کی حکومت نے منتقل کروا دیا تھا۔ اب سلمان پاک" بغداد سے کچھ مسافت پر دور ایک جگہ ہے، جہاں ان دونوں حضرات کے مقبرے ہیں۔

رفع مسیح کی جگہ سلمان فارسیؓ کے اس مزار سے دو فرلانگ کی مسافت پر جانب جنوب کو وہ جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام رات کو عبادت کیا کرتے تھے۔ اور جب یہودیوں نے قتل کے ارادہ پر ان کے اس مکان کا محاصرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں پر اٹھایا۔ اس جگہ کو موضع رفع المسیح کہتے ہیں۔ اس جگہ عیسائی مرد وزن کا ہجوم رہتا ہے۔ یہاں ساتھ والے مکان پر چڑھ کر دیکھیں تو بیت المقدس کا وہ حصہ صاف نظر آتا ہے۔ جو یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ یہاں سے داؤد علیہ السلام کا روضہ بھی دکھائی دیتا ہے جو شہر کے مغربی جنوبی حصہ میں ہے۔ یہ روضہ یہودیوں کے مقبوضہ حصہ میں ہے۔

رابعہ عدویہ کی قبر موضع رفع المسیح کے قریب ہے۔ اس پہاڑ پر کئی گرجے ہیں۔ واپسی پر اس پہاڑی سے پیادہ اترا۔ اس پہاڑی کے دامن میں ایک بہت بڑا کلیسا ہے۔ جو جسمانیہ کلیسا کے نام سے مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کلیسا میں ایک غار ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کے ساتھ ذکر عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کلیسا سے آگے حضرت مریم علیہا السلام کا روضہ ہے جو ایک وسیع و عمیق مکان کے اندر ہے۔ لوگ اس تاریک مکان کے اندر موم بتی جلاکر جاتے ہیں ـــــ مریم علیہا السلام کی قبر بہت ہی تنگ کمرے میں واقع ہے۔ جہاں پانچ چھ آدمی بمشکل سما سکتے ہیں۔ پادری یہاں انجیل پڑھتے ہیں ـــ اس عمارت کی تمام دیواریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی تصویروں سے بھری پڑی ہیں، ان کی زندگی کے مختلف ادوار کو ان تصاویر میں پیش کیا گیا ہے۔ مسیحی لوگ خصوصاً ان کے پادری ان تصویروں کو دیکھ دیکھ کر روتے ہیں ـــ اور اس تصویر بینی اور عکس پرستی کو اپنی روحانیت کی ترقی و اضافہ کا باعث تصور کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن و جوانی اور بڑھاپے کی تصویریں۔ ماں کی گود میں جب وہ بولنے لگے۔ یہودیوں میں جب وہ تبلیغ کرتے تھے، نیز ان کو سولی پر چڑھانے، ہتھیلیوں پر میخیں ٹھونکنے، مریم کے رونے اور زمین پر بیہوش گرنے وغیرہ کی فرضی اور خود ساختہ تصویروں کے دیکھنے سے طبیعت منغض ہو جاتی ہے۔ باہر آکر

ایک پادری نے ہم سے پوچھا کہ آپ مسیحی ہیں۔ (میرے ساتھ آسام کے رفقاء تھے۔) میں نے جواب دیا ہم اس پیغمبر کی امت میں سے ہیں جسکی تشریف آوری کی بشارت صاحب روضہ کے بیٹے مسیح علیہ السلام نے دی تھی ـــــ اس نے کہا کہ مسیحؑ اور مریمؑ کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ میں نے اسکو کہا کہ قرآن پاک کی یہ آیتیں سنیئے۔ میں نے سورۂ مریم کا دوسرا رکوع واذکر فی الکتب مریم۔ آخر تک تلاوت کیا۔ وہ پادری سنتا رہا اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے مکمل رکوع تلاوت کرنے کے بعد کہا، ہم عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بندہ اور رسول مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا ہے۔ اس نے کہا کہ تم مریمؑ اور مسیحؑ کے ساتھ اتنی بے پناہ محبت رکھتے ہوئے پھر بھی اسکو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ پادری غصہ میں تھا، چلاکر بولا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ اور اسکو یہودیوں نے سولی پر قتل کر دیا تھا۔ اور کنیسۃ القیامہ میں اسکی قبر ہے۔ میں نے جوابات دیئے۔ اس نے کہا بغیر باپ کے کسطرح بیٹا پیدا ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا اس کا جواب تو قرآن مجید نے دیا ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔ عیسیٰؑ کا بن باپ پیدا ہونا آدمؑ جیسا ہے کہ ان کو بن باپ اور بن ماں پیدا کیا گیا۔ اس دو ٹوک اور سادہ مثال پر وہ قانع نہ ہوا تو میں نے الزامی طور پر اسے ایک عالم کا قول پیش کیا۔ کہ اچھا اگر ایسا ہی ضروری ہے تو (معاذ اللہ) پھر دادا کون ہے۔؟ اس پر وہ کپڑے جھاڑتے ہوئے چلا گیا۔

افسوس کی بات ہے کہ جہاں کہیں بھی عیسائیوں کا تسلط ہے، وہ برابر اپنے باطل عقائد و افکار کی اشاعت کرتے ہیں۔ مگر مسلمان گائیڈ جو باہر سے آنے والے مسیحیوں کی قیادت و رہبری کرتے ہیں۔ وہ ان مسیحیوں کے عقائد کے خلاف ایک لفظ تک نہیں بول سکتے۔ اس کا علم ہمیں موضع رفع المسیح میں ہوا کہ ایک مسلمان عیسائیوں کو اس جگہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہنے لگا کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا۔ وہ اتنا بھی نہ کہہ سکا کہ تمہارے عقائد کے مطابق یہ ان کی سولی کی جگہ ہے۔ اور ہمارے مسلمانوں کے لئے یہ جگہ اس لئے متبرک ہے کہ یہاں سے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھایا تھا۔

مسیحیوں کے مدارس میں مسلمان بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور ان مراکز میں پادریوں کی تبلیغ نے بعض عرب نوجوانوں کے عقائد کو متزلزل کر دیا ہے۔ عبدالاول عبدالقادر صلاح نامی ایک نوجوان جو یہاں کا باشندہ ہے اور دمشق یونیورسٹی میں پڑھ رہا ہے۔ اس سے بات چیت ہوئی۔ اس نے وفات عیسیٰ کے بارے میں اپنے جن رجحانات کا اظہار کیا وہ ایک عیسائی کے خیالات تو ہو سکتے ہیں مسلمان کے نہیں۔ ان غلط افکار کے پھیلانے میں جامعہ ازہر مصر کے سابق شیخ شلتوت (جو اب وفات پا چکے ہیں) کا بھی جہت بڑا حصہ ہے۔ جنہوں نے جمہور اسلام اور تمام امت کے متفقہ عقیدہ کے

برخلاف وفاتِ مسیح کی رائے پیش کی۔ اس طالب علم کو اپنی دلائل پر بہت ناز تھا۔ مگر بحمد اللہ اکابرینِ دیوبند بالخصوص حبرِ امت متکلم دوران حضرت مولانا شاہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر جس انداز سے بحث کی ہے۔ اس سے اپنی کم استعدادی کی وجہ سے معمولی استفادہ کیا تھا وہ میرے لئے اس مقام میں عزت و سعادت کا باعث بنا۔ (اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی ارواحِ طیبہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) علمائے دیوبند کے مقابلہ میں موجودہ اکثر عرب علماء کی علمی قابلیت ہیچ ہے۔ ان میں سطحی سرسری معلومات ہیں اور ادبیت ہے۔ ان میں تحقیقی ٹھوس علوم کا فقدان ہے۔

جامع عمرؓ
کنیسۃ القیامہ

یہاں مسجد کو جامع کہتے ہیں۔ بیت المقدس میں مسجد صخرہ اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ تیس تک مسجدیں ہوں گی۔ مگر سب میں اہم اور قابلِ دید جامع عمر ہے۔ جو کنیسۃ القیامہ کے عین مقابل ہے۔ کنیسۃ القیامہ شہر بیت المقدس کے درمیان مسیحیوں کا ایک بہت بڑا گرجا ہے۔ یہاں ہر وقت باہر ممالک سے آئے ہوئے سینکڑوں مسیحی موجود رہتے ہیں۔ ان کے باطل عقیدہ کی رُو سے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ اس گرجے میں انہوں نے فرضی سولی بنا رکھی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس سولی پر ان کو لٹکایا گیا۔ یہاں وہ گر گئے تھے۔ اس جگہ ان کی لاش کو رکھا گیا۔ اور یہاں ان کو غسل دیا گیا۔ اس جگہ مریمؑ غم کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑی تھیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرضی مزار ایسی تنگ جگہ میں بنایا گیا ہے۔ کہ اندر جانے والے مجبوراً سجدہ کی حالت میں جا سکتے ہیں۔ اس بڑے گرجے کے قرب و جوار میں لاطینی۔ آرمینی وغیرہ بے شمار گرجے ہیں۔

کنیسۃ القیامہ کے بالمقابل جامع عمرؓ ہے۔ مشہور ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے ۱۶ھ میں بیت المقدس فتح کر کے یہاں کے مسیحیوں اور پادریوں کو امان دیکر چھوڑا۔ (اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ مسیحیوں کے گرجوں یا برجوں کی کسی چیز کو نہ توڑیں۔) تو اس کنیسہ کے بڑے پادری نے حضرت عمرؓ کو اس گرجا کے دیکھنے کی دعوت دی۔ (اس جگہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ بنت فاقوذ کا گھر تھا۔) حضرت عمرؓ وہاں تشریف لے گئے اور جب گرجا سے باہر نکلے تو مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ساتھیوں کو نماز پڑھنے کے لئے کہا۔ پادری نے کہا کہ گرجے کے اندر جگہ ہے وہاں نماز پڑھ لیں مگر حضرت عمرؓ نے وہاں پڑھنے سے انکار کیا۔ اور گرجے سے بیس قدم کے فاصلہ پر جنوب کی جانب اس میدان میں اذان دی اور نماز باجماعت پڑھائی جہاں اس کے بعد مسلمانوں نے جامع عمرؓ کے نام سے مسجد بنائی۔ یہ ان کی فراست تھی۔ اگر گرجے کے اندر وہ نماز پڑھتے تو آج مسلمان بھی وہاں جا کر نماز پڑھتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ گرجے کے بالمقابل مسجد کی تعمیر سے پانچوں وقت آوازِ حق

بلند ہو گی اور غیر مسلم اقوام کی ہدایت کا ذریعہ بن سکے گا۔ یہ جامع اگرچہ مختصر عمارت پہ مشتمل ہے۔ مگر اپنی تاریخی عظمت، جائے وقوع، شاندار عمارت اور ممتاز ستون کی بنا پہ قابل دید ہے۔ اس مسجد میں ایک کتبہ پر عربی کے یہ چند اشعار پڑھے جو بہت پسند آئے:

۱- عِفُّوا تَعِفَّ نِسَاءُكُمْ فِي الْمَحْرَمِ — وَتَجَنَّبُوا مَا لَا يَلِيقُ بِمُسْلِمِ
۲- إِنَّ الزِّنَا دَيْنٌ فَإِنْ أَقْرَضْتَهُ — كَانَ الْوَفَاءُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ فَاعْلَمِ
۳- مَنْ يَزْنِ يُزْنَ بِهِ وَلَوْ بِجِدَارِهِ — إِنْ كُنْتَ يَا هَذَا لَبِيبًا فَاعْلَمِ
۴- يَا هَاتِكًا حُرَمَ الرِّجَالِ وَقَاطِعًا — سُبُلَ الْمَوَدَّةِ عِشْتَ غَيْرَ مُكَرَّمِ
۵- لَوْ كُنْتَ حُرًّا مِنْ سُلَالَةِ طَاهِرٍ — مَا كُنْتَ هَتَّاكًا لِحُرْمَةِ مُسْلِمِ

ترجمہ ۱۔ پاکدامن بن جاؤ تو تمہاری بیویاں بھی پاکدامن رہیں گی۔ اور ناشائستہ امور سے بچتے رہو۔ ۲۔ بیشک زنا ایسا قرض ہے جسکو اگر تم نے اپنے ذمہ لیا۔ تو تمہارے گھر والوں کو اسکی ادائیگی کرنی پڑے گی۔ ۳۔ جس نے زنا کیا اس سے ضرور بدلہ لیا جائے گا۔ خواہ اس کی دیوار سے کیوں نہ ہو، اگر تم عقلمند ہو تو سمجھ لو۔ ۴۔ اے لوگوں کی آبروریزی کرنے والے اور محبت کے راستوں کو کاٹنے والے تو ذلیل و خوار ہو کر رہے گا۔

۵۔ اگر تو کسی پاکیزہ نسل سے کوئی شریف انسان ہوتا تو مسلمان کی حرمت و عزت کی پردہ دری نہ کرتا۔

آپ سکھ ہیں یا مسلمان | جامع عمرؓ سے واپسی پہ راستہ میں ایک نوجوان دوکاندار نے پوچھا "آپ سکھ ہیں یا مسلمان" میں نے اسکی طرف توجہ ہی نہ کی کیونکہ ان مضحکہ خیز آوازوں سے ہمارے کان مانوس ہو گئے تھے۔ مگر اس کمبخت نے اونچی آواز سے جب دوبارہ پوچھا اور آس پاس کے دوکاندار بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے تو مجبوراً جواب دینا پڑا۔ میں نے کہا کہ داڑھی سکھوں کا شعار ہے یا مسلمانوں کا۔ تم اتنے بے شرم ہو گئے ہو کہ داڑھی کی وجہ سے ایک مسلمان کو سکھ کہتے ہو۔ کیا تم داڑھی منڈوانے کی وجہ سے عیسائی کہلاؤ گے۔ داڑھی تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ تمام پیغمبروں کے چہرے اس مبارک شعار سے مزین تھے۔ افسوس کہ تم اس مقدس زمین میں رہ کر حضورؐ کی سنت کی توہین کر رہے ہو۔ اس کے ساتھی دوکاندار نے کہا۔ چونکہ جنگ عظیم میں یہاں سکھ رجمنٹ رہ چکی ہے۔ اسی بنا پر اسکو شبہ ہوا۔ میں نے کہا جنگ عظیم کے وقت یہ کہاں موجود تھا۔ اس نے کہا ماں باپ اور بزرگوں سے ان کے واقعات سنتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ماں باپ نے اسکو یہ نہیں بتایا

کہ ہمارے باپ دادوں کی بھی ڈاڑھیاں تھیں۔

چشمہ ایوب علیہ السلام | مسجد کو وادی کدرون اور عین ایوب دیکھنے گئے باب عمرؓ کے راستے نیچے وادی کی طرف روانہ ہوئے۔ باب عمر مسجد اقصیٰ کی جانب جنوب کو ایک بہت بڑا دروازہ ہے۔ جس سے حضرت عمرؓ فتح بیت المقدس کے وقت داخل ہوئے تھے۔ اس دروازے سے چشمہ ایوب کچھ فرلانگ نیچے وادی میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس چشمہ سے ایوب علیہ السلام نے غسل فرمایا تھا۔ اب یہاں کنوآں ہے۔ اور اس پر واٹر پمپ لگا دیا گیا ہے۔ یہاں کے بعض مسلمان اپنی میت کو غسل دینے کے لئے یہاں لاتے ہیں۔

چشمہ ایوب سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر "برکۃ سلوان" ایک تاریخی قدیم چشمہ ہے۔ اس کا پانی موسم سرما میں بہت گرم اور موسم گرما میں بہت سرد ہوتا ہے۔ برکۃ سلوان کے دروازے میں جو دوکان ہے۔ اس کے مالک نے ہمیں اس چشمہ کے بارے میں بتایا کہ سلیمان علیہ السلام کے پرپوتے ملک حذقیا نے یہ چشمہ کھودا تھا۔ اس چشمہ کا منبع یہاں سے ایک سو تیس گز کی مسافت پر دور ہے۔ جہاں سے چشمہ نکلا ہے وہاں تک انسان اس زمین دوز سرنگ میں جا سکتا ہے۔ اس نے بتایا کہ اس چشمہ کا پانی ذائقہ میں زمزم کی طرح ہے۔ ترک بادشاہوں نے اس چشمہ کی مکمل صفائی اور مرمت کی تھی۔ یہودیوں نے ترکی حکومت کے عہد میں اس چشمہ کے آس پاس زمین کو خریدا۔ اور اس متصل زمین خریدنے کا بھی فیصلہ ہونے والا تھا۔ مگر عین موقع پر یہاں کے دیندار لوگوں نے ترکی حاکم کو اطلاع دی۔ اس نے حکم دیا کہ اس زمین میں مسجد تعمیر کر دی جائے۔ چنانچہ وہ جامع اب تک موجود ہے۔ دوکاندار نے مزید بتایا کہ اس وادی کا ذکر تورات میں موجود ہے۔ تورات نے اس وادی کو وادی کدرون کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ دوکاندار دعوۃ الاحرار کا ایک سرگرم رضاکار ہے۔

دعوۃ الاحرار اخوان المسلمین جیسی ایک مذہبی جماعت ہے جس کا مرکز لبنان ہے۔ مگر یہ جماعت اخوانیوں کی مخالف ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اخوانی صرف افکار پیش کرتے ہیں عملی کام نہیں کرتے مگر وہ حقیقت دینی، مذہبی اقدار اور اسلامی روایات کی ترویج و اشاعت کے لئے جو مساعی جمیلہ اخوان المسلمین سر انجام دے رہے ہیں۔ وہ کوئی دوسری جماعت نہیں کر سکتی۔ اخوانیوں کے دلوں میں مذہبی دینی جذبات ہیں۔ اور ملک میں قرآن و حدیث کی اشاعت کے درپے ہیں۔ ان ممالک میں بھی ایک جماعت ہے۔ جو کلمۂ حق بلند کرنے میں مصروف جہاد ہے۔ صدر ناصر کے حامی لوگ ان مذکورہ جماعتوں کے مخالف ہیں۔ ان کا الزام ہے کہ یہ امریکہ کی قائم کردہ جماعتیں ہیں۔ یہاں فلسطینی جاہجر

ناصر کے مداح وشیدائی ہیں۔ ایک فلسطینی نے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ لَو تُشقُّ قُلُوبنا لوجدت بداخلها الناصر۔ اگر ہمارے دلوں کو چیرا جائے تو ان کے اندر ناصر ہی ہوگا۔

دعوۃ الاحرار کے اس رہنما کار نے رخصت ہوتے وقت یہ جملہ کہہ کر کہا: إني أطوق أمانة بعنقيك فأوصلها إلى علماء باكستان وهي أن يشتعلوا في قلوب المسلمين نار الحرية حرية الإسلام عليها القيمين عن قوى الباطل۔ "میں آپ کو ایک امانت سپرد کرتا ہوں جسکو آپ علماء پاکستان تک پہنچائیں کہ وہ مسلمانوں کے دلوں میں حریت اسلامی کی آگ سلگائیں اور اقدار اسلامی کو زندہ کرنے میں ہر باطل قوت کا مقابلہ کریں۔"

وادیٔ کدرون کے یہ متبرک مشاہد دیکھنے کے بعد قلعۂ قدس دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے۔ یہ قلعہ بیت المقدس کی جانب جنوب مغرب میں ہے۔ راستہ میں یہودیوں کے مکانات دیکھے جن کو مسمار کردیا گیا ہے۔ راستہ ہی میں باب داؤد بھی دیکھا جہاں سے داؤد علیہ السلام کے روضہ کیطرف راستہ جاتا ہے۔ یہ دروازہ اب بند ہے۔ قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ ملی۔ یہاں ان دنوں فوج کی کڑی نگرانی ہے۔ قلعہ کے جانب مغرب یہودیوں کا مقبوضہ شہر ہے جو یروشلم کہلاتا ہے۔

موقف الباصات (بس سٹینڈ) کے قریب جانب شمال کو ابراہیم بن ادھم کی قبر بتاتے ہیں۔ باب العمودی (جو بس کے اڈہ کے قریب ہے) سے دس گز کے فاصلہ پر وہ سنگین بلند دیوار ہے جس نے شہر بیت المقدس کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے۔ اور جسے یہودیوں کے آئے دن کے شر وفساد سے بچنے کی خاطر مسلمانوں نے جنگ بندی کے بعد رضاکارانہ تعمیر کیا ہے۔ اس دیوار کے مغربی جانب یہود رہتے ہیں جسکو القدس الجدید کہتے ہیں۔ کسی نے بتایا کہ بیت المقدس سطح سمندر سے دو ہزار تین سو فٹ کی اونچائی پر واقع ہے۔ اس لئے سردیوں میں برف باری ہوتی رہتی ہے جون اور جولائی میں بھی یہاں بہار جیسا موسم رہتا ہے۔

اردگرد کی بستیاں | بیت المقدس کے اردگرد مندرجہ ذیل بستیاں قابل دید ہیں:۔۔۔۔

عکیریہ، عیزریہ، سور باھر، الدھیشہ، قریۂ خضرؑ، بیت اللحم، حلحول، خلیل، قریۂ بنی نعیم، دورہ، بیطا، سموع، بنت امر، صوریف، سعیر، الشیوخ، اریحا۔ ان بستیوں کے دو کاندار بیت المقدس کے مخصوص فروشوں سے سودا لے جاتے ہیں۔ ہر وقت بیت المقدس کے تنگ وتاریک مسقف بازاروں میں ہجوم رہتا ہے۔ بازاروں میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ گھریلو ضروریات کی خرید کا بوجھ صنف نازک نے اپنے کاندھوں پہ اٹھایا ہے۔ دیہاتی عورتوں کا لباس تو قدرے پردے کا ہے۔

مگر شہری عورتوں کا لباس بالکل یورپی ہے۔ کالجوں کی لڑکیاں عموماً مرد حجام سے سر کے بال بنواتی ہیں۔ اور لڑکے عورت حجام سے حجامت کرواتے ہیں۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے ہمہ گیر سیلاب نے اس مقدس شہر کے مسلمانوں کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے ؎

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

دینی علوم سے بے تعلقی اور اجنبی تہذیب سے شغف کا کیا حال ہے؟ اس کا کچھ اندازہ اس سے لگتا ہے کہ صرف اردن اور سعودی عرب کے پچاس ہزار نوجوان فرانس، امریکہ، اور برطانیہ کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور دشمنانِ اسلام کی زہریلی آغوش تربیت میں تمدن و تہذیب سیکھ رہے ہیں ؎

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

ان یورپی تہذیب یافتگان میں اسی فیصد وہاں کی مسیحی عورتوں سے شادی کرکے آتے ہیں۔ ان ایمان اور حیا سوز یونیورسٹیوں سے فارغ شدہ نوجوانوں کو دیکھ کر چھوٹے بچوں پر بھی انگریزی اور فرانسیسی زبان کا بھوت سوار ہو جاتا ہے۔ مسجد اقصیٰ کے باہر سکول کے ایک طالب علم نے مجھ سے پوچھا کہ آپ انگریزی بول سکتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ مگر عربی کو میں پسند کرتا ہوں۔ اس نے کہا مجھے تو انگریزی پسند ہے۔ میں نے کہا عربوں کی تو انگریزی کے ساتھ کچھ مناسبت ہی نہیں۔ تم تو ٹی اور ڈی بول ہی نہیں سکتے۔ ونٹ کو ونت اور ڈو کو دو سے تعبیر کرتے ہو۔ وقس علیٰ ھذا انتہائی صدمہ ہوتا ہے کہ اپنے عرب نوجوان بھائیوں کی صورت و سیرت۔ وضع قطع لباس۔ خورد و نوش کے طریقے یورپی استادوں کی طرح ہیں۔ ان پلید ملکوں سے بند ڈبوں میں درآمد شدہ گوشت۔ مچھلی۔ ذبح شدہ مرغ۔ انڈے۔ مربے۔ اچار۔ پنیر۔ دودھ۔ دہی۔ مکھن و دیگر اشیاء یہاں استعمال ہوتے ہیں۔

عرب چاول، بھنا ہوا گوشت، پنیر، اچار اور ترشی کی چیزیں بہت پسند کرتے ہیں۔ حمص یہاں کا مشہور سالن ہے۔ جو چنے کو پکانے کے بعد خوب پیس کر روغن زیتون اور ترشی کے ملانے سے بنتا ہے۔ یہاں عموماً گھی کی جگہ زیتون کا تیل استعمال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تیل گائے کے گھی سے زیادہ مفید اور قوت بخش ہے۔ بعض لوگ تو صبح کے وقت ایک پیالہ روغن علی الدوام پیتے ہیں۔ خالص روغن زیتون یہاں پانچ روپیہ سیر ہے۔ روغن زیتون کی پیداوار قدس اور اس کے آس پاس

باغہائے زیتون سے ہے۔ نابلس میں زیتون کے کافی باغات ہیں۔ ہر قسم کی سبزی یہاں موجود ہے۔ جو یہاں کی وادیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ زیادہ تر سبزی اریحا سے لائی جاتی ہے۔ جو یہاں سے تیس کیلومیٹر کی مسافت پر جانب مشرق کو ایک بہت بڑا شہر ہے۔ وہاں تمام زمین ہموار ہے۔ اور دور دراز تک سنگترے، مالٹے، کیلے، سیب، امرود کے باغات ہیں۔ اور سبزیوں سے بھرپور کھیت ہیں۔[1]

یہاں بکرے کا گوشت بارہ روپیہ سیر ہے۔ گائے کا گوشت شاذ و نادر ہوتا ہے۔ بھینس تو ہم نے تمام اردن میں نہیں دیکھی۔ پھلوں کے سیزن میں انگور، انجیر آٹھ آنے سیر بکتے ہیں۔ اور خشک انجیر دس آنے سیر۔ تمام لوگ روٹی بازاروں سے خریدتے ہیں۔ جو (فرنچ) مشینوں سے پکائی جاتی ہیں۔ ایک کیلو (سیر) روٹی ایک روپیہ میں ملتی ہے۔ بیت المقدس میں کنگھی، پین، ماچس، بسکٹ، ٹافیوں اور پلاسٹک کے سامان کے معمولی کارخانے موجود ہیں۔ یہاں زیتون کی لکڑی سے مختلف قسم کے تحائف بنائے جاتے ہیں۔ جو یہاں کے لوگوں کے لئے معقول آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ آپ ہر گلی میں ان تحائف کی دکانیں دیکھیں گے۔ تسبیح، صلیبی نشانات، اونٹ، گھوڑے، کتے، آدمیوں اور دیگر حیوانات کے چھوٹے چھوٹے مجسمے بنائے جاتے ہیں جنکو یورپی سیاح بڑی قیمت سے خریدتے ہیں۔ اور ان مجسموں کی شرعی قباحت کا کسی کو کوئی احساس تک نہیں کہ یہ تو کاروبار ہے اس میں شریعت کا کیا دخل۔

اردن کے لوگوں کی مالی حالت اچھی ہے۔ مزدور کی (یومیہ) مزدوری چودہ روپیہ روزانہ ہے۔ پولیس کا سپاہی اور فوجی کی تنخواہ چھ سو روپیہ ماہوار ہے۔ پیش امام کی تنخواہ آٹھ سو سے ایک ہزار تک ہے۔ خطیبوں کی تنخواہ بارہ سو سے پندرہ سو تک ہے۔ دوسرے طبقہ کے افسروں کی تنخواہیں تو بہت ہی زیادہ ہیں۔ —— یہاں صحافت مکمل طور پر حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ ایک ادارہ ادارۃ التحریر کے نام سے قائم ہے۔ جسکی اجازت کے بغیر اخبارات ایک حرف بھی شائع نہیں کر سکتے۔ اتفاقاً ہمیں (پاکستانی حجاج کے ساتھ) سعودی حکومت کی اعانت کرنے میں اردنی حکومت کے تعاون اور حسن سلوک کے سلسلہ میں شکریہ ادا کرنے کیلئے اخبارات کے دفاتر میں جانا پڑا۔ بیت المقدس سے شائع ہونے والے تینوں اخبارات فلسطین، الدفاع اور الجہاد کے ایڈیٹروں نے معذرت کی اور ہمیں مشورہ دیا کہ ادارۃ التحریر سے اجازت حاصل کر لیں۔ انکی اجازت کے بغیر ایک حرف بھی شائع نہیں ہو سکتا۔ اب آئیے آپکو بیرونی مشاہد و مقامات عزیزیہ، بیت اللحم وغیرہ کی طرف لے چلوں۔

---

[1] افسوس کہ چند ہی دنوں بعد کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثناہا قوما آخرین کا دلخراش منظر پیش آیا۔ العظمۃ للہ۔ (س)